قربانی تعارف و تجزیہ

عبدالخبیر انعام الحق

لفظ قربانی عربی لفظ قربان سے اخذ کیا گیا ہے اور لفظ قربانی قربۃ سے مشتق ہے۔ عربی میں قربان و قربۃ دونوں کے لفظی معنی مقاربت اور کسی کا تقرب حاصل کرنا ہے۔ اسلامی شریعت میں قربانثر ایسی چیز کا نام ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ رب العالمین کی قربت کو حاصل کیا جائے۔ خواہ وہ عطیہ و خیرات ہو یا صدقہ یا جانور یا کوئی ایسی شے جسکے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے۔

قربان اس ذبیحہ جانور کو کہتے ہیں جسے لوگ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں لفظ قربانی کے بدلے لفظ قربان کل تین جگہ مستعمل ہوا ہے۔ جیسے "حتی یاتین بقربان۔ اذ قربا قربانا۔ فلو نصرهم الذین اتخذو امن دون الله قربانا الهة۔" اور حدیث میں بھی لفظ قربانی کے بدلے اضحیۃ اور ضحیۃ وغیرہ جیسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔

قربانی کی اہمیت

حضور علیہ السلام نے نبی ہونے کے بعد مکہ میں تیرہ سال کا عرصہ گزارا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اللہ کے حکم سے مدینہ چلے گئے۔ پھر چند دن کے بعد آپ کو اللہ کی طرف سے قربانی کا حکم ملا۔ حکم ملنے کے بعد آپ ﷺ دس سال تک قربانی کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور قربانی کرتے رہے۔

> حضور ﷺ نے نبی ہونے کے بعد مکہ میں تیرہ سال کا عرصہ گزارا۔ اسکے بعد آپ ﷺ اللہ کے حکم سے مدینہ چلے گئے۔ پھر چند دن کے بعد آپ کو اللہ کی طرف سے قربانی کا حکم ملا۔ حکم ملنے کے بعد آپ ﷺ دس سال تک قربانی کرتے رہے۔

آپ ﷺ نے کبھی بھی قربانی ترک نہیں فرمائی۔ مذکورہ روایت سے ثابت ہوا کہ قربانی سنت موکدہ ہے۔ یہ فرض ہے اور نہ ہی واجب۔ بعض دوسری حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب اور ضروری عمل ہے۔ جس کی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو قربانی کرنا میسر ہو اور اس کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ لیکن اس حدیث کے رواۃ کا سلسلہ کی سند نبی کریم تک نہیں پہنچتی ہے۔ بلکہ ابو ہریرہؓ تک ہی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث موقوف کے درجہ میں ہوئی اور اسکے ایک راوی عبداللہ بن عباس کو امام ابو داؤد اور امام نسائی نے ضعیف کہا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔ سنن اربعہ و مسند احمد کی ایک حدیث ہے۔ یقیناً اہل بیت پر ہر سال ایک ایک قربانی ہے۔ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث میں قربانی کے واجب ہونے کا صریح لفظ نہیں ہے۔ آیا قربانی واجب ہے یا سنت' اس وہم کا ازالہ کرتے تھے۔ سائل کو اسکے جواب سے تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے پھر سے سوال کیا واجب ہے یا نہیں۔ جواب میں آپ نے پھر کہا' تم سمجھ نہیں سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ

رسول اللہ ﷺ قربانی کرتے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان عوام بھی قربانی دیتے۔ اس کے بعد سنت کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ اہل علم قرآن و حدیث سے واقفیت رکھنے والوں کا عمل یہ تھا کہ قربانی واجب نہیں۔ بلکہ نبیوں کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اس سلسلے میں علماء کرام کے درمیان کثرت سے اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر آزاد مالدار مقیم شخص پر قربانی واجب ہے۔ امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور امام مالک کے نزدیک سنت ہے واجب نہیں۔ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک قدرت کے باوجود ترک کرنا ناقابل اعتراض ہے اور جمہور علماء کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔

قربانی کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوم النحر یعنی بقر عید کے دن اولاد آدم کے تمام نیک اعمال میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک قربانی کے جانوروں کا خون بہانا ہے۔ قیامت کے دن وہ جانور اپنے سینگ' بال اور سم کے ساتھ یقیناً حاضر ہوں گے اور ان کے خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک دربار قبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا تم قربانی کر کے اپنے دل کو خوش کرو۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے چند صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے جواباً فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ پھر پوچھا اس میں ہمارے لیے کیا فائدے ہیں۔ آپ نے فرمایا قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے تمہیں ایک نیکی ملے گی۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا اس جانور کے ہر قطرہ خون کے عوض ایک گناہ معاف ہوگا اور اسکے خون کے ساتھ تمہارے میزانکے پلڑے کو ستر گنا وزنی کر دیا جائے گا۔

قربانی کے بدلے صدقہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

کسی ضعیف حدیث میں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یا خلفاء راشدین نے قربانی نہ کر کے اس کی قیمت صدقہ کی ہو۔ قربانی نہ کرنے میں اسلام کے ایک شعار عظیم کا ترک کرنا ہے۔ لہٰذا صاحب مقدور کے لیے قربانی (جانور ذبح کرنا) ناگزیر ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عید کے دن قربانی کرنے کی بہ نسبت صدقہ و خیرات کرنے کے سلسلے میں چاندی وغیرہ خرچ کرنا اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث سے بھی ثابت ہے کہ قربانی کے دن صدقہ و خیرات کے مقابلہ میں قربانی کرنا ہی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ہمارے سامنے ایک اہم مسئلہ ہے اور وہ ہے میت کی جانب سے قربانی کرنا۔ اس سلسلے میں چند اختلاف ہے جس کو میں درج کر رہا ہوں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا میں نے حضرت علیؓ کو دنبے کی قربانی کرتے دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ (اس لئے میں آپ ﷺ کی طرف قربانی کرتا ہوں)

مستدرک حاکم میں بھی ایک صحیح حدیث ہے کہ انہوں نے ایک دنبہ نبی ﷺ کی طرف سے اور دو اپنی طرف سے قربانی کی۔ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی جانب سے قربانی دینا جائز ہے۔

اس سلسلے میں شارح ترمذی علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں کہ میں نے میت کی جانب سے قربانی دینے کی صحیح مرفوع حدیث ایک بھی نہیں پائی ہے۔ رہی حضرت علیؓ کی حدیث تو وہ ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین نے فرمایا اگر کوئی میت کی جانب سے قربانی کرے تو اس قربانی کے گوشت کھانے اور صدقہ کرنے کے سلسلے میں ویسا ہی کرے جیسے اپنی قربانی میں کرتا ہے اور اس کی نیکی میت کو ملے گی۔ ہمارے نزدیک تمام دلائل و براہین کے مد نظر میت کی جانب سے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

قربانی کب شروع ہوگی

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید سے فارغ ہوتے ہی قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز ادا کرنے سے پہلے ہی ذبح کیا گیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنی یا ہماری نماز سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کے بدلے دوسرا جانور ذبح کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ خود اپنے ہی لیے ذبح کرتا ہے۔ اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کوئی شخص نماز پڑھنے تک ہرگز قربانی نہ کرے۔

ترمذی کی روایت ہے۔ "لا یذبحن احدکم حتی یصلی۔"

یعنی نماز پڑھنے تک کوئی بھی ہرگز ذبح نہ کرے۔ مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز عید الاضحیٰ سے قبل قربانی کسی بھی طریقے سے جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے باوجود کوئی ایسا کرتا ہے تو عام قربانی ہوگی۔

قارئین کرام! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی قربانی قرآن و حدیث کے مطابق ہی دیں۔